قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)
روزنامہ
الفضل لندن
Online Edition
مدیر: ابوسعید
جمعہ 3 جنوری 2020ء | 7 جمادی الاوّل 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 3

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَ تَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ وَ اصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ۚ
(الانفال:47)
اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

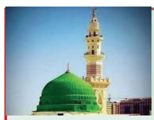

فرمانِ رسول ﷺ

مذہبی آزادی کا وسیع تصور

آنحضرت ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں اور دیگر قبائل کے درمیان میثاق مدینہ طے پایا جس کی ایک شق یہ تھی کہ یہود بنی عوف مومنوں کے ساتھ مل کر ایک قوم ہوں گے یہود کو اپنے دین پر اور مسلمانوں کو اپنے دین پر قائم رہنے کی آزادی ہے۔وہاں جو ظلم کرے اور گناہ کرے وہ اپنے نفس کو اور اپنے اہل بیت کو نقصان پہنچائے گا۔

(سیرت ابن ہشام جلد1 صفحہ 503 کتابۃ بین المھاجرین و الانصار و موادعۃ یہود)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔
جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلۡخَیۡرُ کُلُّہٗ فِی الۡقُرۡاٰن تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مُصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں بلند کر لو اور قرآن کی دعوت کو ردّ مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔ کیا اُس نے بنی اسرائیل کا ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سست اعتقادو اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا۔ مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت اِن سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے خدا نے اُن کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا جب تک کہ قیامت آ جاوے خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹ باندھے گا اور کہے گا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائے گا کیونکہ اُس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اِس مقام میں ڈرو لعنت ہے ان لوگوں پر جو جھوٹی خوابیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعویٰ کرتے ہیں گویا وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں، پر خدا کا عقاب ان کو سخت پکڑے گا اور اُن کا بُرا دن اُن سے ٹل نہیں سکتا۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 26تا28)

فرمان خلیفہ وقت

بیعت کے تقاضوں کو پورا کرنے کا عہد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ فرانس کے موقع پر خطبہ جمعہ مورخہ 4۔اکتوبر 2019ء میں احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

’’آج ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر کرنے والے ہوں گے ،ہم خدا کے خوف اور اس کی خشیت اور اس کی محبت کو ہرچیز پر فوقیت دیں گے ،ہم تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کریں گے ،ہم اپنے دلوں میں دوسروں کے لئے نرمی پیدا کریں گے ،ہم آپس میں محبت اور بھائی چارے کو اس قدر بڑھائیں گے کہ یہ محبت اور بھائی چارہ ایک مثال بن جائے،عاجزی اور تواضع میں ہم بڑھنے والے بنیں گے،سچائی اور قول سدید ہماری ایک خصوصیت بن جائے گا کہ ہر شخص کہے کہ احمدی ہیں جو ہمیشہ سچ پر قائم رہتے ہیں سچ بولتے ہیں اور اس کے لئے بڑے سے بڑا نقصان بھی برداشت کرلیتے ہیں ۔دینی خدمات کے لئے ایسے سرگرم ہوں گے جو ایک مثال ہو گا اور اس کے لئے پہلے سے بڑھ کر خداتعالیٰ کے دین کے پیغام کو اپنے ماحول کے ہر شخص تک پہنچانے کی کوشش کریں گے ،ان کو بتائیں گے کہ حقیقی اسلام کیا ہے ۔اگر ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے بن گئے،ہماری زندگیاں اس کے مطابق گزرنے لگ گئیں تو یقینا ہم نے عہد بیعت پورا کرلیا۔

پس آئیں آج ہم ان باتوں کے حصول کے لئے اپنا لائحہ عمل بنائیں۔آخرت کی فکر اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا سب سے پہلے اپنی عبادت کی حفاظت کی طرف توجہ کرتا ہے ،اس طرف دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری زندگی کا مقصد کیا رکھا ہے ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57)

(الفضل انٹرنیشنل 18۔اکتوبر 2019ء)

اداریہ

سالِ نو ۔ عہدِ نو

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نئے سال 2020ء میں قدم رکھ چکے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ ایسے مواقع اپنا جائزہ لینے کے لئے ہوتے ہیں۔ اس وقت مجھے دو واقعات یاد آرہے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ قمر الانبیاء رمضان کے قریب آتے ہی الفضل اور دوسرے جماعتی جریدوں میں ایک نوٹ، پیغام کی صورت میں بھجوایا کرتے تھے۔ جس میں آپ مرد و خواتین کو اس طرف توجہ دلاتے نظر آتے تھے کہ ہر احمدی رمضان میں اپنا محاسبہ کرے اور ایک نیکی وہ ہر رمضان میں اپنائے اور ایک بدی کووہ چھوڑے اور یوں دو نیکیاں ہر رمضان میں اپنائے گا ۔ ایک انسان کو صحت مندی میں 35 کے قریب رمضان ملتے ہیں اور یوں 70 نیکیاں وہ اپنائے گا۔ اسی طرح ہر انسان سال کے آغاز پر عہد کر سکتا ہے۔

• میری جب تقرری بیرون ملک ہوئی تو میں جماعت کے بزرگوں کو ملنے ان کے دفاتر گیا۔ ہر بزرگ نے اپنے اپنے انداز میں مبارکباد دی اور کوئی نصیحت بھی کی۔ مکرم امام بشیر احمد خاں رفیق جو ان دنوں ربوہ میں فرائض سرانجام دے رہے تھے جب میں ملا تو انہوں نے نہایت اچھے اور اچھوتے رنگ میں مجھے یوں نصیحت کی کہ ہر انسان غلطی خوردہ ہے کسی جگہ رہائش رکھتے ہوئے اس سے غلطیاں سر زد ہوتی ہیں۔ لازماً کچھ کمزوریاں اور غلطیاں آپ سے ہوئی ہوں گی، جن کو آپ جانتے ہیں یا وہ جماعت جانتی ہے جہاں آپ مقیم رہے لیکن جہاں آپ جا رہے ہیں وہ جماعت اس سے بے خبر ہے اس لئے ان کمزوریوں کو جھاڑ کر اگلی جماعت میں جائیں۔

پس زمانی لحاظ سے یا مکانی لحاظ سے نئے Era میں یا نئے مقام پر منتقل ہونا ہوتا ہے تو اپنی بدیوں اور کمزوریوں کو خیر آباد کہہ کر نئے عزم کے ساتھ، نئے جذبہ کے ساتھ اور نئے عہد و پیمان کے ساتھ داخل ہوں تو پھر کامیابیاں قدم چومتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس ادا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں ایک ایسی ذمہ داری کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں جو تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی سانجھی ذمہ داری اور لازمہ حیات ہے۔ جس کے بغیر روحانی بقا کی کوئی ضمانت نہیں اور وہ ہے نماز کی پابندی۔ اس ضمن میں اس وقت مختصر طور پر حضرت سرچوہدری محمد ظفر اللہ خاں کا ذکر کرتا ہوں۔

• آپ کی پابندیٔ نماز کا یہ حال تھا کہ آخری بیماری میں جب چل پھر نہیں سکتے تھے تو لاہور کے ایک خادم کی ڈیوٹی اس غرض سے لگوائی کہ پانچوں وقت آپ اُس خادم کے ساتھ نماز باجماعت ادا کیا کریں گے۔

• ایک بار فرمایا کہ مجھے ملکہ میری نے ایک دفعہ ونڈ سرے کے محل میں ذاتی مہمان کی حیثیت سے مدعو کیا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے بتایا گیا کہ ملکہ جب ملاقات کے لئے بلائیں تو جب تک ملکہ خود ملاقات کوختم نہ کریں آپ ان کی موجودگی میں اشارۃً بھی ملاقات کے اختتام کی کوشش نہیں کر سکتے وغیرہ۔ میں جب ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ملاقات اتنی لمبی ہو گئی کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں نماز عصر ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ میرے چہرے پر فکر کے آثار نمودار ہو گئےاور میں نے بے اختیار گھڑی کی طرف دیکھا۔ملکہ جو بے حد زیرک تھیں فوراً سمجھ گئیں کہ میری طبیعت پر کوئی بوجھ ہے انہوں نے دریافت کیا تو میں نے عرض کی کہ میرا اپنے آقا اور بادشاہ سے ملنے کا وقت ہو گیا ہے اورمیری نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے ملکہ فوراً اٹھ کھڑی ہو ئیں اور حکم فرمایا کہ ظفراللہ خان کی نمازوں کے اوقات نوٹ کرلو اور اگر دورانِ ملاقات ان کی کسی نماز کا وقت ہو جائے تو مجھے بتا دیا کرو اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمادیا کہ پھر مجھے نماز کے بر وقت ادا کرنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔

• ایک دفعہ ایک نوجوان نے دوران گفتگو کہا کہ فجر کی نماز یورپ میں اپنے وقت پر ادا کرنی بہت مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے اور میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ اپنی مثال دوں۔ لیکن آپ کی تربیت کے لئے یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قریباً نصف صدی کا زمانہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر میں نے کبھی تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی 5 نمازوں کا ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ نئے سال کے آغاز پر ہم یہ عہد باندھ کر اپنی پیدائش کے مقصد حیات عبادت کو وقت پر ادا کریں۔

چڑھے دن مبارک

مرے کام سارے ہیں عصیاں کی صورت
تری رحمتیں ابرِ باراں کی صورت

کڑی دھوپ میں جو چلایا ہے تُو نے
وہ جھونکا ہوا کا زمستاں کی صورت

جو گزری سو گزری مگر خوب گزری
مری زندگی عشق پیچاں کی صورت

مہکتا وجود اس کا خوشبو ہی خوشبو
تصور میں ہے نکہتِ جاں کی صورت

وہ اک شخص یوں تو بہت دور مجھ سے
مگر درد دل کا ہے درماں کی صورت

مکاں ایستادہ مکینوں سے خالی
کواڑ ان کے خاموش زنداں کی صورت

پڑاؤ جہاں بھی کیا، چھوڑ آئے
دھواں، راکھ، دل آہِ سوزاں کی صورت

نہ دیکھے گئے، اَب بھی ان منظروں پر
گڑی ہے نظر چشمِ حیراں کی صورت

قدم دو قدم ہی چلے تھے کہ صحرا
بنے نوکِ خارِ مغیلاں کی صورت

بہت خوب صورت خیالِ رُخِ جاں
مگر ایک خوابِ پریشاں کی صورت

کوئی آخرِ شب دعا دے گیا
چڑھے دن مبارک بہاراں کی صورت

(ڈاکٹر عبدالکریم خالد)

تبرکات

حضرت سید میر محمد اسحاق ؓ

امتحانِ آخرت اور دنیا کے سالانہ امتحانات
طالب علم کے فیل ہونے کے بعد پاس کرانے کی کوشش

سالانہ امتحانات ختم ہونے کے بعد نتائج شائع ہوتے ہیں۔ کوئی طالب علم فیل ہوتا ہے اور کوئی پاس۔ کوئی نالائق ثابت ہوتا ہے اور کسی کی لیاقت اور قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس موقع پر ایک بات مجھے بڑی شدت سے محسوس ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو لڑکے مدرسہ احمدیہ میں فیل ہو جاتے ہیں ان کے سرپرست ہمارے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہمارا لڑکا فیل ہو گیا ہے۔ آپ اسے پاس کر دیں۔ ہم اِن شاء اللہ اس سال خصوصیت سے اس کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے گزشتہ سال کیوں پوری توجہ نہ دی؟ وہ فرماتے ہیں پیچھے سستی ہو گئی اور غفلت کے ہم مرتکب ہوئے۔ لیکن اس دفعہ ہمارا پختہ ارادہ ہے کہ ہم پوری توجہ سے بچہ کی پڑھائی کا خیال رکھیں گے۔ کبھی کہتے ہیں ہم اس دفعہ ٹیوٹر رکھ کر کمی پوری کرا دیں گے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ گزشتہ سال کیوں ٹیوٹر نہیں رکھا گیا؟ وہ فرماتے ہیں واقعہ میں ہم سے سخت فروگزاشت ہوئی۔ آئندہ ایسا نہ ہو گا۔ ہم غریب ہیں مگر آپ دیکھیں گے کہ اس دفعہ قرض اٹھا کر بھی ٹیوٹر کی فیس ادا کریں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ گو ہم نادار ہیں مگر لڑکے کو آپ جماعت میں چڑھا دیں۔ ہم اسے اپنے گھر نہیں رکھتے بلکہ بورڈنگ کی فیس دے کر اسے بورڈنگ ہی میں رکھیں گے تاکہ وہ یکسوئی سے پڑھ سکے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کا لڑکا ایک میں نہیں، دو میں نہیں، تین میں نہیں بلکہ چار چار مضامین میں فیل ہے۔ ایک سال اسے اور اسی جماعت میں رہنے دیں کمی پوری کر کے ترقی پانا زیادہ بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ اگلی جماعت میں جا کر پھر بے علم کا بے علم ہی رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نہیں۔ خدا کے لئے اسے اگلی جماعت میں ترقی دے دو ورنہ اس کا سال ضائع ہو جائے گا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اب نتیجہ شائع ہو چکا ہے اور نظارت تعلیم و تربیت نے اسے منظور کر لیا ہے۔ اب ہمارے اختیار سے یہ امر باہر ہے کہ ہم کسی فیل شدہ لڑکے کو پاس کر دیں۔ یا اسے ترقی دے کر اوپر کی جماعت میں داخل کریں۔ بالآخر وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لڑکے کا نام مدرسہ سے خارج کر کے اسے اجازت دیں کہ وہ پرائیویٹ طور پر اگلی جماعت کے طلبہ کے ساتھ پڑھائی کے مضامین سن لیا کرے تاکہ وہ اگلے سال امتحان دے سکے۔

حشر کا نظارہ

غرض فیل ہونے والے طلبہ کے سرپرست سارا سال غفلت اور بے توجہی کا شکار رہتے ہیں۔ مگر جب ان کا لڑکا فیل ہو جاتا ہے تو ان کی آنکھیں کھلتی ہیں اور پھر سارا زور، پوری توجہ اور ساری درخواستیں یہاں پر آ جاتی ہیں کہ ہمارا لڑکا کسی طرح پاس ہو جائے۔ ان کے اصرار، ان کی زاریوں اور پھر ان کے رنج و غم میں ڈوبے ہونے کو دیکھ کر اور دوسری طرف اپنی بے بسی اور بے چارگیوں کو دیکھ کر خدا کی قسم! میرا دل دنیا سے بے زار ہو جاتا ہے اور میں عین الیقین سے اس وقت حشر کا نظارہ دیکھنے لگتا ہوں کہ یہی حال میرا بھی ہونے والا ہے۔

عالم ارواح میں سوالات

جب میں امتحان کے کمرہ میں اس دنیا سے خالی ہاتھ جاؤں گا۔ دوست احباب اگر کوئی ہوں گے تو میرے جسم کو قبر کے تنگ و تاریک گڑھے میں ڈال آئیں گے اور میری روح عالم ارواح میں پہنچے گی۔ وہاں اسے حواس اور احساسات کے لئے نیا جسم دیا جائے گا اور وہاں سب سے پہلا سوال یہ ہو گا کہ مَنْ رَّبُّكَ یعنی سچ بتا۔ تُو دنیا میں کس کو اپنا رب سمجھتا تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میں اس پہلے سوال کے جواب میں ہی فیل ہو جاؤں گا کیونکہ منہ سے تو عمر بھر میں ہزاروں مرتبہ بلکہ ایک ایک دن میں پانچ پانچ مرتبہ کوٹھوں پر چڑھ کر کہا کرتا تھا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا میرا کوئی خدا نہیں۔ مگر وہاں کس منہ سے کہوں گا کہ میرا رب اللہ ہے۔ کیونکہ وہ اس جواب کو سن کر زبان کو گدی سے نکال لیں گے اور کہیں گے کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ یہاں آکر بھی جھوٹ بولتا ہے۔ اگر تو مجھے اپنا رب سمجھتا تھا تو تیرے دل میں اپنے اخراجات کے متعلق کیوں اطمینان نہ تھا۔ اور تیری زبان آئے دن هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کا نعرہ کیوں بلند کرتی تھی اور اپنے افسروں اور انجمن کے خزانہ اور ریزولیوشنوں اور ترقی کی درخواستوں کے جوابوں میں کیوں گم رہتا تھا۔ کبھی تجھے پراویڈنٹ فنڈ کے حساب میں گم پایا۔ کبھی پنشن کے بڑھانے کی فکر میں غلطاں پایا۔ تیرا سارا وقت تو اپنے اخراجات کے مہیا کرنے کی ادھیڑ پن میں صرف ہوتا تھا۔ اگر تو ہمیں اپنا رب سمجھتا تو کیوں تیرا دل ہمارے وعدوں اور ہمارے انعامات پر اطمینان پذیر نہ ہوتا۔

دوسرا سوال

دوسرا سوال وہ یہ کریں گے مَنْ رَسُوْلُكَ یعنی تو کس رسول کی شریعت اور ضابطہ پر عمل پیرا تھا۔ گو میں دنیا میں تو ساری دنیا کو چیلنج کرتا رہا کہ اسلام مکمل مذہب ہے اور عبادت اس دین میں مختصر ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامل نبی ہیں۔ ان کی اتباع نبی گر ہے۔ آپؐ ہی دنیا کے لئے کامل نمونہ ہیں۔ مگر وہاں کس منہ سے کہوں گا کہ رَسُوْلِیْ مُحَمَّدٌ وَ قَانُوْنِیْ قُرْاٰنٌ وَ اِمَامِیْ اَحْمَدٌ کیونکہ وہاں تو میرا سینہ چیر کے سامنے رکھ کر پوچھا جائے گا کہ بتا اگر تُو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا رسول سمجھتا تھا تو تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات کیوں نہ اپنے اندر پیدا کیں۔ کیا تیرا اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، آنا جانا محمدی طریق پر تھا۔ ہر گز نہیں۔ کیونکہ تو تو شادی بیاہ کے معاملات میں، بیع و شریٰ میں، تعلیم و تعلم میں، کاروبار میں ایک دنیادار کی طرح تھا اور اگر واقع میں قرآن تیرا قانون و ضابطہ تھا تو کیوں ہم نے تجھے زندگی بھر اس سے بیگانہ پایا اور اگر واقع میں احمد تیرا امام تھا تو تیرے اور احمد کے حالات میں کیوں فرق تھا۔ کیا تو احمد کی طرح توکل کی تصویر تھا۔ یا کیا احمد کی طرح تجھے ہر وقت دین حق کی فکر تھی۔ اور کیا تو سچ مچ کہہ سکتا ہے کہ میرا بھی احمد کی طرح یہ حال ہے کہ

ایں دو فکرِ دینِ احمد مغز جانِ ماگداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصارِ دیں

کیا تو احمد کی طرح دعاؤں میں مستغرق تھا۔ یا تیرا چال چلن احمدیت کا نمونہ تھا۔ یا کیا تیرا صبر، تیرا شکر، تیرا طریق زہد و تعبد احمد کی طرح تھا؟ جب ایسا نہیں تو کس منہ سے تو کہتا ہے کہ میرا رسول محمدؐ اور میرا امام احمد ہے۔

کیا کمایا اور کیا خرچ کیا

پھر مجھ سے سوال ہو گا کہ عمر بھر میں کیا کمایا اور کیا خرچ کیا۔ یہ سنتے ہی میری آنکھوں کے سامنے دو فہرستیں پیش کی جائیں گی۔ ایک میں تفصیل وار ساری عمر کی آمد اور اس کے ذرائع۔ دوسری میں ساری عمر کے خرچ اور ان کے مصرف لکھے ہوں گے۔ خدا کی قسم انہیں پڑھ کر میں تو شرم سے غرق ہو جاؤں گا کیونکہ شروع ہی میں دیکھوں گا کہ پہلا اندراج یوں ہے کہ ایک فقیر ملتا ہے۔کہتا ہے خدا کے لئے ایک پیسہ دو میں نے روٹی کھانی ہے۔ میں کہتا ہوں جا بابا معاف کر۔ ایک اور فقیر ملتا ہے۔ اسے بھی یہی کہتا ہوں کہ معاف کر۔ اور ساتھ ہی یہ اضافہ کرتا ہوں کہ اس وقت میرے پاس کوئی پیسہ نہیں ورنہ تجھے دے دیتا۔ آگے لکھا ہوا پاتا ہوں کہ شام کو 8 آنہ کا ٹکٹ لے کر سینما دیکھنے گیا یا 4 پیسے کا فالودہ پی لیا۔ یہ تو خیر ظاہر کرنے والی باتیں ہیں بہت سے اندراجات تو ایسے ہیں کہ ظاہر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

کچھ اور سوال

پھر سوال ہو گا کہ تجھ پر جوانی آئی۔ اس سے کیا کام لیا؟ بڑھاپا آیا اس میں خدا کے لئے کیا طریق اختیار کیا۔ روپیہ ملا تو کہاں خرچ کیا۔ نہ ملا تو صبر کا کیا نمونہ دکھایا؟ خوشی پہنچی تو شکریہ کس طریق سے ادا کیا۔ رنج پہنچا تو خدا کے حضور کس طرح جھکا۔ دوستوں کو کبھی امر بالمعروف کیا؟ اپنے بچوں کی تربیت کی؟ بیوی کے حقوق ادا کئے؟ بیوی کے رشتہ داروں کی کہاں تک عزت کی؟ اپنے والدین کی خدمت کس معیار تک پہنچائی۔

پھر دنیا میں جانے کی خواہش

غرض جو سوال بھی ہو گا خدا کی پناہ ایک اژدھا ہو گا کہ جو منہ کھول کر آ پڑے گا اور نگلنا چاہے گا۔ اس وقت اگر یہ کہوں گا کہاے میرے رب!۔ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ (الشوریٰ:45) یعنی الٰہی! ایک دفعہ واپس بھیج دے تو جواب ملے گا کہ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا (المومنون:101) یعنی یہ دعا قابل قبولیت نہیں۔ ہزار یقین دلاؤں گا کہ اگر اب دنیا میں واپس کیا جاؤں تو ان شاء اللہ کبھی بد عملی نہ کروں گا کبھی نافرمانی کا طریق اختیار نہ کروں گا۔ ایک دفعہ ترقی دے دو کبھی فیل نہ ہوں گا۔ ایک دفعہ جماعت میں چڑھا دو خوب محنت کروں گا اور چلا چلا کر کہوں گا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (المومنون:108) یعنی ایک دفعہ اس عذاب سے نکال دے پھر اگر میں نے اپنی روش درست نہ کی تو پھر جو مرضی ہو مجھے سزا دینا نیز نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ (فاطر:38) یعنی ایک دفعہ ترقی دے دو پھر یہ گزشتہ سستی نہ ہو گی۔ بس درخواستوں کا ایک ہی جواب ہو گا کہ اب واپسی نہیں اب موقع نہیں۔

اپنی اپنی فکر کرنی چاہیے

غرض امتحان سالانہ میں فیل ہونے والے طلباء کے سرپرستوں کی زاریوں کو سن سن کر مجھے اپنی فکر پڑ جاتی ہے کہ یہ میری طرح بلکہ مجھ سے اچھا اور نیک آدمی کس طرح مجھ سے زاری کر رہا ہے اور جو جواب میں دے رہا ہوں یہی مجھے ملنے والا ہے۔ اس لئے ہر سال جب مدرسہ احمدیہ کا نتیجہ نکلتا ہے خدا کی قسم! ایسے واقعات پیش آنے پر میری روح کانپ جاتی ہے۔ اس لئے میں سب سے پہلے اپنے آپ کو اور بعد میں تمام احمدی دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہم فیل ہونے والے طلباء کو جس نظر سے دیکھتے ہیں اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو ہم سب کو اپنی اپنی فکر کرنی چاہیے۔ کیونکہ امتحان سالانہ کا تو ایک وقت معلوم اور مقرر ہے۔ جب تک سال نہیں گزرتا امتحان نہیں ہوتا۔ مگر ہمارے امتحان

کا خدا کے علم میں وقت مقرر ہے۔ مگر ہمیں کوئی علم نہیں۔ بلکہ جب ہم مریں گے تو ہمارا امتحان شروع ہو جائے گا۔ اس لئے ہمیں نالائق، کم ہمت، سست، کام چور لڑکے کا فکر چھوڑ کر اپنے اپنے انجام کا فکر کرنا چاہئے کہ ہم بھی خدا کے عدل کی تلوار کے نیچے ہیں۔ کورس بڑا مشکل اور ممتحن بڑا سخت اور شدید العقاب ہے۔ نقل وہاں نہ ہو سکے گی۔ رعایت کا وہاں واہمہ نہیں اور لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:40) یعنی وہی کام آئے گا جو یہاں کیا ہو گا۔ جو بویا جائے گا وہی کاٹا جائے گا۔ رات دن کے گناہگار، خطاکار، بات بات پر غلطی کرنے والے، قدم قدم پر ٹھوکر کھانے والے، غافل، سست، آرام طلب، ایک منٹ کام کیا اور دس گھنٹہ آرام کے طالب ہوئے۔ ایک پیسہ خدا کے راستہ میں دیا تو منتظر کہ کب الفضل میں نام چھپے۔پس کیوں نہ ہم خدا سے دعا مانگیں کہ اے اللہ! یہاں معمولی سے معمولی امتحانوں میں فیل ہونے والوں کی حالت ہم سے دیکھی نہیں جاتی۔ ان کی زاری ہم سے سنی نہیں جا سکتی اور ان کے وارثوں کا واویلا ہم برداشت نہیں کر سکتے تو ہم اس بڑے امتحان کی ناکامی کس طرح برداشت کر سکیں گے۔ اس لئے اے خدا! اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ (الفاتحہ:6-7) یعنی تو ہمیں اپنے سیدھے راستہ پر چلا۔ یعنی راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرے انعامات کی بارش ہوئی۔ نہ ان کا جن پر بعد میں غضب نازل ہوا اور نہ ان کا جو خود راستہ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھٹک گئے۔ آمِیۡنَ یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ

اللہ تعالیٰ سے التجا

جس وقت میں یہ سطور لکھ رہا تھا ایک فیل شدہ لڑکا آیا اور روتا ہوا مجھ سے کہنے لگا کہ میں ایک عرض کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ سناؤ۔ کہنے لگا کہ میں خوب محنت کروں گا۔ مجھے اس سال ترقی دے دی جائے۔ اور اتنا رویا کہ میں برداشت نہ کر سکا۔ مگر اسے تو میں نے رخصت کیا اور دفتر کے دروازے بند کر کے میں خود بھی خوب رویا کہ الٰہی! یہی حال مجھے درپیش ہے۔ کیونکہ یہ تو دو یا تین پرچوں میں فیل ہے مگر مجھے تو اپنے سب پرچے خراب نظر آتے ہیں۔ مال کا بھی، اولاد کا بھی، بیوی کا بھی، بزرگوں کا بھی، خوردوں کا بھی، اخلاق کا بھی، اعمال کا بھی اور عقائد کا بھی، پھر میرا کیا حال ہو گا۔ الٰہی! سوائے مایوسی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن مایوسی خود حرام ہے۔ لَا یَایۡئَسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡکٰفِرُوۡنَ (یوسف:88) پس میں کیا کروں؟ اگر امید رکھتا ہوں تو وہ بے وجہ ہے اور بے وجہ امید بھی کفر ہے۔ فَلَا یَاۡمَنُ مَکۡرَ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ (الاعراف:100) اس لئے اے خدا! تو ہی توفیق عطا فرما کہ میں سیدھا ہو جاؤں ٹھیک ہو جاؤں۔ میرے اعمال درست ہو جائیں۔ میرے اخلاق صحیح ہو جائیں۔ عقائد میں درستی ہو۔ خلاصہ یہ کہ میں ایسا ہو جاؤں کہ نالائق طالب علم کی طرح مجھے تیری جناب میں یہ کہنا نہ پڑے کہ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَیۡرَ الَّذِیۡ کُنَّا نَعۡمَلُ (فاطر:38) یعنی اے اللہ! ایک دفعہ پھر مجھے دنیا میں واپس بھیج دے میں ضرور اچھے اچھے کام کروں گا اور کبھی بُرائی کے نزدیک نہ پھٹکوں گا۔ بلکہ اے میرے اللہ! مجھے اَلدُّنۡیَا مَزۡرَعَۃُ الۡاٰخِرَۃِ کے مطابق اس امتحان کے کمرہ میں اچھے پرچے کرنے کا موقع دے تاکہ میں پاس ہو جاؤں اور تیرے حضور سرخرو ہو کر پیش ہوں۔ اے میرے اللہ! میری بیوی اور بچوں کو بھی ایسا بنا کہ ہم سب جب تیرے حضور پیش ہوں تو ایسا نہ ہو کہ میں کہیں جاؤں اور وہ کہیں جائیں۔ بلکہ اے میرے مولیٰ! باہمہ یاراں بہشت ہم سب تیرے آخری اور ہولناک دن میں تیرے امن کی گود میں ہوں اور میرا کوئی لختِ جگر بھی اس وقت میرے لئے باعث شرم اور ذلت نہ ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمِیۡنَ یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ

(روزنامہ الفضل 19 جنوری 1941ء)

سکول کے طلباء کی مسجد الجامع شکاگو آمد

محمد ظفراللہ ہنجرا۔ شکاگو

خدا کے فضل سے شکاگو کے شہر اور مسجد صادق کے ارد گرد تعارف جماعت اور تبلیغ کے لئے مختلف ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سب سے پہلے حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہٗ نے جماعت کی 1920ء میں ابتداء کی اور لوگوں نے احمدیت کو قبول کیا اور اس کو اب سو سال کا عرصہ گزرچکا ہے۔ اس کے علاوہ شکاگو کے مضافات میں Glenellyn شہر میں جماعت کی ایک بڑی مسجد اور مشن ہاؤس ہے۔ اس مسجد کے ارد گرد بھی کالج میں متعدد بار مجھے لیکچر دینے کی دعوت دی گئی اور سوال و جواب ہوتے رہتے ہیں مورخہ 19 نومبر کا شکاگو ویسٹ ہائی اسکول کے 87 طالب علم اور تین اساتذہ مسجد میں وزٹ کے لئے آئے۔

اس کو اسلام کا بنیادی تعارف، عقائد، مسجد کی اہمیت اور اس کے ساتھ اور آخر پر سوال و جواب ہوئے جس میں جہادکے متعلق بنایا گیا۔ والدین اور اولاد کے حقوق و فرائض بھی زیر بحث آئے۔

خاکسار نے والدین کی عزت استاد اور بڑوں کی عزت کے متعلق تفصیل سے بیان کیا۔ امریکہ میں رہتےہوئے ہمیں سب کے حقوق کاخیال رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ہے کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر وبرکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ اور اسی طرح استادوں کی عزت بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے مستقبل کے علماء تو ہمارے والدین اور استاد ہیں۔

اس کے بعد اساتذہ اور طلباء کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی جس کو سب نے قدر اور شکریہ کے جذبات سے قبول کیا اور دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گئے۔

(ایک مقبول دعا)

یہ جہاز مجھے ضرور لے کر جائے گا!

حضرت مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کراچی میں تھے جب آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی طرف سے پیغام ملا کہ فوری طور پر ڈھاکہ بنگلہ دیش روانہ ہو جائیں کیونکہ وہاں پر جماعتی حالات ٹھیک نہیں ہیں ۔ وہاں جا کر ان کی رہنمائی کریں۔ یاد رہے کہ اس وقت بنگلہ دیش پاکستان کا حصہ تھا۔ ڈھاکہ جانے کے لئے ہوائی جہاز کا پتہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کوئی جگہ نہیں ہے چانس پر ٹکٹ حاصل کیا گیا۔ احباب کی تمام تر کوششوں کے باوجود جب کوئی سیٹ نہ مل سکی تو آپ کو مشورہ دیا گیا کہ آپ اگلے جہاز پر کچھ دن بعد ڈھاکہ چلے جائیں مگر حضرت مرزا طاہر احمد نے فرمایا کہ جب خدا کا خلیفہ مجھے فوراًڈھاکہ جانے کا حکم دے رہا ہے تو میں کیونکر اس میں تاخیر کر سکتا ہوں ۔چنانچہ آپ اپنا سامان لے کر Air Port پہنچ گئے جبکہ سیٹ کنفرم نہیں تھی۔ کچھ دیر انتظار کے بعد ائرپورٹ کی انتظامیہ نے اعلان کر دیا کہ ڈھاکہ جانے والا جہاز روانگی کے لئے تیار ہے یہ سننے پر تمام وہ لوگ جو چانس پر جانے کے لئے آئے ہوئے تھے مایوس ہوکر واپس چلے گئے۔ مگر حضرت مرزا طاہر احمد اس یقین کے ساتھ وہاں موجود رہے کہ یہ جہاز مجھے ضرور لے کر جائے گا۔ کیونکہ خلیفۂ وقت کا منشاء یہ ہے کہ میں فوراً ڈھاکہ جاؤں۔ چنانچہ آپ انتظار میں ہی تھے کہ اعلان کیا گیا کہ ڈھاکہ جانے والے جہاز میں ایک شخص کی جگہ خالی ہے اگر کسی مسافر کے پاس ٹکٹ ہے تو فوراً رپورٹ کرے۔ آپ نے فوراً پیش قدمی کی اوراسی جہاز میں ڈھاکہ روانہ ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک ناممکن کام کو خلیفۂ وقت کی توجہ اور برکت سے ممکن بنادیا۔

(الفضل 22 مئی 2009ء)

نعیم طاہر سون

رزقِ حلال کی برکت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ (المومنون:52)

اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرو اور نیک اعمال بجالاؤ۔

حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ’’میں نے اپنے بندوں کو جو مال دیا ہے۔ وہ ان کے لئے حلال ہے۔ میں نے اپنے بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا۔ بعد میں شیاطین ان کے پاس آئے اور ان کو ان کے دین سے متعلق گمراہ کرکے رکھ دیا اور جو چیزیں میں نے اپنے بندوں کے لئے حلال کر رکھی تھیں وہ ان پر حرام کر دیں‘‘

(تفسیر ابن کثیر جلد 1ص267)

کسب حلال اور رزق طیب کی بے شمار برکات ہیں۔ جب حلال لقمہ انسان کے پیٹ میں جاتا ہے تو اس سے خیر کے امور صادر ہوتے ہیں۔ بھلائیاں پھیلتی ہیں، وہ نیکیوں کی اشاعت کا باعث اور سبب بنتا ہے۔

اس کے برعکس حرام غذا انسانی جسم کو معطل کر دیتی ہے۔ نور ایمانی بجھ جاتا ہے دل کی دنیا ویران اور بنجر ہو جاتی ہے۔ شیطان دل پر قابض ہوجاتا ہے پھر ایسا انسان معاشرے کے لئے نقصان دہ بن جاتا ہے اس سے نیکی اور بھلائی کے امور سرانجام نہیں پاسکتے۔ حلال و حرام کا یہ کھلا کھلا فرق اس حد تک اثرانداز ہوتا ہے کہ طیب و پاکیزہ کمائی کھانے والا عنداللہ مقبول و مستجاب بن جاتا ہے جبکہ حرام کھانے والا اللہ کے ہاں مردود ٹھہرتا ہے۔ دراصل سائنس کی رو سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ جونہی انسان حرام کماتا ہے یا مال حرام کھاتا ہے اس کے اندر منفی جذبات پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ اسے کئی روحانی و جسمانی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ اس کی واضح مثال شادی کرنے والے فرد کی ہے جو ہر قسم کی فرحت و راحت محسوس کرتا ہے اور صحت مند ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ حرام کار بالآخر خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ حالانکہ بظاہر دونوں کام ایک ہی کرتے ہیں لیکن حلال و حرام کے فرق سے نتائج بھی بالکل ایک دوسرے کے برعکس نکلتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے عرض کی یارسول اللہؐ! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے مستجاب الدعوات بننے کی دعا فرمادیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے سعد! اپنا کھانا پاکیزہ اور حلال رکھو تم مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہٴ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے حقیقت یہ ہے کہ جو آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کی عبادت قبول نہیں کی جاتی۔ جس بندے کی نشوونما حرام اور سود کے مال سے ہوئی ہو۔ جہنم کی آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد1ص267)

رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا تذکرہ فرمایا جو لمبے سفر میں پراگندہ حال اور غبار آلود ہوتا ہے اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہوئے کہہ رہا ہو، اے میرے رب! اے میرے رب! جبکہ (حقیقت حال یہ ہو کہ) اس کا کھانا پینا اور اوڑھنا سب حرام ہے اور حرام کی غذا اسے مل رہی ہو سو اس حالت میں اس کی دعائیں کیسے قبول ہوسکتی ہیں؟

(مشکوٰۃ: حدیث 241)

آپؐ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں انسان اس بات کی طرف دھیان نہیں دے گا کہ وہ جو مال حاصل کررہا ہے۔ حلال ہے یا حرام۔

(مشکوٰۃ:241)

جب انسان اکل حرام کھاتا ہے اور اکل حلال کو نظر انداز کردیتا ہے تو صبر و قناعت زُہد و ایثار اور جفاکشی کی جگہ حرص و ہوس اور عیش کشی کو اپنا مطمح نظر بنالیتا ہے تو اللہ رب کریم کی طرف سے نازل ہونے والی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ کثرت، قلت میں محسوس ہونے لگتی ہے۔ قارون کا خزانہ بھی اسے کم لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے جب وہ اپنا ناپاک مال خدا کے رستے میں خرچ کرتا ہے وہ قبول نہیں کیا جاتا۔ کھاتا ہے تو جسم بے شمار بیماریوں کا مجموعہ بن جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا وہ جسم جنت میں نہیں جائے گا جس کو حرام مال سے غذا پہنچائی گئی ہو۔

(مشکوٰۃ: حدیث 243)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے وہ انسان جنت میں نہیں جائے گا جس کے جسم کی پرورش مال حرام سے ہوئی ہے اور ہر وہ شخص جس کے جسم کی پرورش مال حرام سے ہوئی ہو اس کے لئے جہنم کی آگ زیادہ مناسب ہے۔

(مشکوٰۃ: حدیث 243)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

پس ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ وطہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے ۔اس کا معیار قرآن ہے۔اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک نشان یہ بھی رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہات دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کاخود کفیل ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ: وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ۔(الطلاق 4،3)جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم وگمان میں نہ ہوں ،یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا ۔مثلاً ایک دکان دار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اس کا کام ہی نہیں چل سکتا ،اس لئے وہ دروغگوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے،لیکن یہ امر ہر گز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا ہے اور اسے ایسے مواقع سے بچا لیتا ہے جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں ۔یاد رکھو خدا تعالیٰ کو جب کسی نے چھوڑا،تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔جب رحمان نے چھوڑ دیا ،تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

’’حرام خوری اور مال بالباطل کا کھانا کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ایک نوکر اپنے آقا سے پوری تنخواہ لیتا ہے مگر وہ اپنا کام سستی یا غفلت سے، آقا کی منشاء کے موافق نہیں کرتا تو وہ حرام کھاتا ہے۔ ایک دکاندار یا پیشہ ور خریدار کو دھوکہ دیتا ہے اسے چیز کم یا کھوٹی حوالے کرتا ہے اور مول پورا لیتا ہے تو وہ اپنے نفس میں غور کرے کہ اگر کوئی اسی طرح کا معاملہ اس سے کرے اور اسے معلوم بھی ہو کہ میرے ساتھ دھوکہ ہوا تو کیا وہ اسے پسند کرے گا؟ ہر گز نہیں جب وہ اس دھوکہ کو اپنے خریدار کے لئے پسند کرتا ہے تو وہ مال بالباطل کھاتا ہے۔ اس کے کاروبار میں برکت ہر گز نہ ہوگی‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں مال حلال کھانے، کمانے اور بنانے کی توفیق دیتا رہے اس کا ہمارے جسم و جان اور روح پر مثبت اثر ہو اور انسان نیکیوں، بھلائیوں میں ترقی کرکے جنت میں داخل ہوسکے۔ کیونکہ صادق مخبر نے فرما دیا ہے۔

وہ جسم جنت میں نہیں جائے گا جس کو مال حرام سے غذا پہنچائی گئی ہو۔

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

طاہرہ زرتشت ناز۔ناروے سے لکھتی ہیں:

مکرم ومحترم ایڈیٹر صاحب !

السلامُ علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔

امید ہے کہ آپ بفضلِ تعالیٰ بخیریت ہوں گے ۔ آپ کو الفضل کے آن لائن اجراء کی دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں ۔

الفضل کے ساتھ ہمارا ایک بہت پرانا اور گہرا رشتہ ہے جو ہمیں اپنی ماؤں سے وراثت میں ملا ہے۔میری والدہ اور زرتشت صاحب کی والدہ....ان دونوں کا جو دلی لگاؤ اس اخبار سے تھا۔وہ بچپنے میں عجیب معلوم ہوتا تھا۔مگر جیسے جیسے ہوش کا زمانہ آیا تو اس پھل دار درخت کے شیریں ثمرات سے آگاہی ہوئی ۔ تب احساس ہوا کہ اس کی قدروقیمت کیا ہے ۔

میری نانی جان کا جب نکاح میرے نانا سے ہوا تو ناناجان نے اپنی منکوحہ کو پیغام بھیجا کہ ’’آپ کو اس موقع پر کیا تحفہ بھیجوں ؟‘‘ہماری نانی جان نے لکھا کہ ’’ مجھےروزنامہ الفضل لگوا دیجئےجو میں کسی سے لے کر پڑھتی ہوں ۔‘‘اُس پر نانا جان نے اُن کے نام روزنامہ الفضل جاری کروادیا۔

جب کچھ عرصہ پہلے الفضل پر پابندی لگا کراسے بند کر دیا گیا تو ہمیں سخت صدمہ پہنچا۔میرے محترم شوہر مجھ سے کہنے لگے کہ کبھی کبھی میری طبیعت بے حد مضمحل ہوتی ہے ایک اخبار آتا تھا وہ بھی بند ہوگیا۔ میرا دل سخت رنجیدہ ہے ۔ دل چاہتا ہے کہ پیارے حضور کو لکھوں کہ دنیا جہان کے اخبار اب آن لائن نکلتے ہیں کیوں نہ ہم بھی ایک اخبار آن لائن نکال لیں ۔ تاکہ الفضل کی کمی پوری ہو اور رابطے پھر سے بحال ہوں اور روحانی مائدہ بھی ملے ۔

خاکسار نے مشورہ دیا کہ دعا کریں اور بے شک لکھیں ضرور لکھیں کوئی حرج نہیں۔انہوں نے حضورانور کی خدمت میں خط لکھا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد گلدستہ علم و ادب جاری ہوا ۔ جس کی اس قدر خوشی ہوئی کہ بیان کرنا ناممکن ہے ۔ ہم نے سوچااور عہد کیا اپنے اللہ سے کہ ہم ہر طرح سے معاونت کریں گے۔ بےشک کہ اس قابل نہیں مگر اپنی پوری کوشش کریں گے۔

پھر یوں ہوا کہ جیسے بہار آگئی ۔ صبح صبح اخبار دیکھنا،مضامین پڑھنااور گلدستہ پر تو جیسے دنوں میں نکھار آتا گیااور اس کی خوشبو تو شش جہات میں سرعت سے پھیل گئی ۔

اب اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک دن بھی دکھایا کہ الفضل اخبار کا اجراء آن لائن حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے شان و شوکت سے فرمایا۔ جس سے دل کے مرجھائے غنچے پھر سے کھل اُٹھے ۔

اس مبارک دن کو عید کی طرح سے پُر مسرت بنادیا اور غم جاتا رہا ۔ اللہُ اکبر ۔سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ ۔

’’وہ غالب ہے اور بہت حکمت والا بھی بے شک۔‘‘

اللہ اس بابرکت چشمہ کو جاری و ساری رکھے جس میں ہمارے پیارے بزرگوں کی قربانیاں شامل ہیں ۔ اللہ اُن پیارے بزرگوں کو ان کی نیکیوں کے پھل عطا فرمائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں عظیم الشان مقام عطا فرمائے ۔ جنھوں نے یہ مبارک پودے لگائے اور اپنے لہو سے انہیں سینچا۔ آج ہم یہ پھل کھا رہے ہیں۔

ہم پر ان سب پیاروں کے لئے دعا کرنا واجب ہے جن کے لئے پیارے آقا نے ارشاد فرمایا ۔ اللہ ہماری حقیر دعاؤں کو قبول فرمائے آمین ثم آمین ۔

اللہ تعالیٰ ہر قدم پر آپ کی نصرت فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے ۔آمین

مجید احمد بشیر

قسط 3

استنبول (قسطنطنیہ) کی سیر

بلیو مسجد یا نیلی مسجد

بلو مسجد کو تلاش نہیں کرنا پڑتا بلکہ مسجد خود آپ کو تلاش کر لیتی ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ایسے لگا کہ یہ عالی شان نیلی مسجد اپنے دروازے وا کئے ہمارا انتظار کر رہی تھی۔ مقامی طور پر سلطان احمد کے نام سے منسوب اس مسجد کے گنبد اور ستون انفرادیت کی وجہ سے فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہیں۔اس کے اونچے مینارے استنبول کے شاندار افق پر تسبیح و تحمید کرتے نظر آتے ہیں۔قدیم شہر کے مرکز میں واقع، یہ مسجد 1616ء میں سلطنت عثمانیہ کے بادشاہ سلطان احمداول Ottoman Sultanahmed I) نے کونسٹینٹینوپل(Constantinople) محل کی بنیادوں پر تعمیر کی تھی۔ سلطان احمد مسجد کو بیرونی دیواروں کے نیلے رنگ کے باعث نیلی مسجد کے طور پر جانا جاتا ہے۔ یہ ترکی کی واحد مسجد ہے، جس کے 6 مینار ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب تعمیر مکمل ہونے پر سلطان کو اس کا علم ہوا تو اس نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ اُس وقت صرف مسجد حرام کے میناروں کی تعداد 6 تھی۔

بلو مسجد اور حاجیہ صوفیہ جسے آیا صوفیہ بھی کہا جاتا ہے، ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں ۔ صبح سے لے کر رات دیر گئے تک یہ چوراہا سیاحوں سے ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔یہاں ہر طرح کا سیاح نظر آتا ہے۔ حِجاب اور شرعی نقاب سے لے کر، منی اسکرٹ تک ہر قسم کا لباس پہنے لوگ مشرق و مغرب کے امتزاج کی کہانی سناتے نظر آتے ہیں۔ غیر مسلم سیاح بھی اسلامی طرزِ تعمیر سے نگاہیں خیرہ کرتے نظر آتے ہیں۔ ہر مسجد کے دروازے پرچادریں دستیاب ہیں جو آپ باندھ سکتے ہیں، اوڑھ سکتے ہیں۔ مغربی عورتیں اپنے لباس کے اوپر اِن چادروں کو اوڑھتی ہیں۔ نمازیوں کو نماز پڑھنے میں خلل نہ آئے اِس لئے دورانِ نماز سیاحوں کو مسجدوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔ مجموعی طور پر ایک پُرامن، اخلاقی تقاضوں سے بھرپور فضاء آپ کومتاثر کرتی ہے۔

آیا صوفیہ یا حاجیہ صوفیہ

نیلی مسجد کے بالمقابل اس کی عظمت کا مقابلہ کرتے ہوئے ایک اور شاندار عمارت موجود ہے جسے حاجیہ صوفیہ(Hagia Sofia) اورمقامی طور پر آیا صوفیہ(Aya Sofia) کہتے ہیں۔ آیا صوفیہ ایک سابق مشرقی آرتھوڈوکس گرجا ہے، جسے 1453ء میں فتح قسطنطنیہ کے بعد عثمانی ترکوں نے مسجد میں تبدیل کردیا تھا۔ 1935ء میں اتاترک نے اس کی گرجے و مسجد کی حیثیت ختم کر کے اسے عجائب گھر بنا دیا۔اِس عمارت کے اندر جانے کے لئے آپ کو ٹکٹ خریدنی ہوتی ہے۔ اگر لائن میں لگنے سے بچنا ہے تو پھر گائیڈڈ ٹور کیا جا سکتا ہے جو کہ قدرے مہنگا پڑتا ہے۔ لیکن صبح جلدی لائن میں لگ کرآسانی سے ٹکٹ حاصل کیا جا سکتا ہے۔لوگ صبح نو بجے سے ہی اِس میوزیم کے باہر قطار بند ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی دیواریں، اونچے اونچے دروازے اور ایک بلند و بالا ڈوم ہمیں کسی گزرے زمانے میں لے جاتے ہیں جو دنیا کی انتہائی طاقتورسلطنتوں کی ترقی اور زوال کی ایک طلسماتی کہانی پیش کرتا ہے۔ گنبد کے اندرونی حصے میں موجود مسیح کی تمثیلی پینٹنگز سے لے کر اسلامی طرز کی سجاوٹ دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ آیا صوفیہ کا مرکزی ہال، ہمیں دنیا کی دو بڑی تہذیبوں کے عروج و زوال کی داستانیں سناتے ہوئے صدیوں پیچھے لے جاتا ہے۔ اِس قلعہ نما عمارت کے اندر عیسائیت کے متعلق کچھ پینٹنگز اور موزیکس کے علاوہ امامت والی محراب اور دیوار پر عربی آیات، کلمہ طیبہ اور آنحضورﷺ کے اِسمِ مبارک اور اُن کے ساتھ خلفائے راشدین کے ناموں کے بڑے سائز کے فریم لگے ہوئے ہیں۔ جو کہ یقینی طور پر بعد میں ہی لگائے گئے ہوں گے۔

بہرحال یہ خوبصورت عمارت اندر سے بھی سنہری چمک دمک کے ساتھ نہایت خوبصورت اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ۔اسی عمارت کے بغلی دروازے کے باہر ایک سنگِ مرمر کی تختی نصب ہے جس پر حضورﷺ کی حدیث لکھی ہے، جس کا مفہوم یہ کہ وہ فاتح خوش نصیب ہوگا جو استنبول کو فتح کرے گا۔

حدیث الرسول ﷺ قال النبیؐ علیه السلام لَتُفْتَحَنَّ الْقُسطَنطِينية عَلَى يَدِ رَجُلٍ، فَلَنِعمَ الأَمِيرُ أَمِيرُهَا وَلَنِعمَ الجَيشُ ذَلِكَ الجَيشُ۔

(المصدر السابق نفسه (4/ 335) بحواله فاتح القسطنطينية السلطان محمد الفاتح صفحہ 84)

توپ قاپی محل(Topkapi Palace) اور میوزیم

حاجیہ صوفیہ سے تھوڑے فاصلے پر یہ تاریخی قلعہ اور میوزیم واقع ہے، ویسے تو اِس قلعے سے متصل باغ بھی قابل دید ہے، شام کو یہاں مقامی لوگوں اور سیاحوں کا خوب رش رہتا ہے۔آیا صوفیہ کے سایہ میں کافاراگ بِدریس (کیفرِ آغامدرسہ) -Cafera ga Madrasa ہے جہاں سے ایک تنگ راستہ ہمیں سیدھا توپ کاپی محل کے گیٹ پر لے جاتا ہے۔ کافاراگ عثمانیہ سلطنت میں یہ ایک مدرسہ تھا جو کہ اب ایک ریسٹورانٹ ، صنعتکاری اور ہاتھ سے بنی چیزوں کے مرکز میں بدل چکا ہے۔قلعے کے اندر موجود باغیچے، دالان، محراب اور گنبد اسلامی طرز تعمیر کا منہ بولتا ثبوت ہیں، لیکن اِس قلعے کا سب سے زیادہ پُرکشش حصہ یہاں کا مختصر سا میوزیم ہے۔اِس چھوٹی سی جگہ میں تاریخ اسلام کی نادر اشیاء اور تبرکات موجود ہیں ۔ اس پر بھی داخلہ ٹکٹ ہے۔ نمائشی ہالز میں سلطنت عثمانیہ کے دور کی شاہی مصنوعات، شاہی ملبوسات اور اسلام کے مقدس نوادرات کی کلیکشنز موجود ہیں۔آنحضورﷺ ، خلفائے راشدین اور مختلف انبیاء اکرام سے منسوب اشیاء اِس میوزیم کا حصہ ہیں ۔ وہاں رکھی صحابہ کرام کی تلواریں اسلامی تاریخ کے اس دور کی یاد تازہ کرتی ہیں جب مسلمان حکمران دنیا بھر میں فتوحات کے جھنڈے گاڑ رہے تھے۔ اسلامی نوادرات کا یہ سیکشن میوزیم کا سب سے اہم اور قیمتی حصہ سمجھا جاتا ہے ۔ اِس کے علاوہ بھی قلعے میں دیکھنے لائق دیگر کئی حصے موجود ہیں جیسے سلاطینِ سلطنتِ عثمانیہ کی تصاویر کا میوزیم، شاہی حرم، شاہی کچن اور اِس کے ظروف وغیرہ۔

یہ محل بادشاہ سلطان محمد دوئم نے کونسٹینٹینوپل -Constan tinople کی فتح کے بعد 1478ء میں جنگی حکمت عملی کو سامنے رکھتے ہوئےبنایا تھا۔ اوپر سے نیچے دیکھیں تو شمال میں Golden Horn شاخ زریں، مشرق میں آبنائے باسفورس، جنوب میں بحیرۂ مرمرہ نظر آتا ہے۔ تقریباً چار صدیوں تک عثمانیہ سلطنت کی حکومت کا مرکز رہا۔ ایک طرف حرم کا صحن باسفورس کا دلفریب منظر پیش کرتا ہے۔ کاش مسلمان تحقیق اور علوم کے شعبوں سےوابستہ رہتے تو آج دنیا کی عظیم ترین اورناقابل تسخیر قوم ہوتے۔

قریب ہی بیسیلیکا سسٹرن (Basilica Cistern) ایک حوض ہے جو کہ شہنشاہ جسٹنین اوّل نے چھٹی صدی عیسوی میں محل کو پانی کی سپلائی کے لئے تعمیر کروایا تھا اور استنبول کا سب سے بڑا پانی کا ذخیرہ ہے۔ گو اس کا داخلہ انتہائی معمولی نظر آتا ہے لیکن جیسے ہی زیر زمین جاتے ہیں تو بازنطینی سلطنت کی اس حیرت انگیز تعمیر کو دیکھ کر انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ روایت کے مطابق 7000 غلاموں نے اس کی تعمیر پر کام کیا۔ اس کے ایک ستون پر پرانے زمانے کی ایک تحریر بھی ہے جس پر آنسوؤں کے خاکے ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ دوران تعمیر مرنے والے سینکڑوں غلاموں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ آبنائے بازفورس کے کنارے پہاڑ پر بنی ایک خوبصورت شاہکار سلیمان مسجد بھی سیاحوں کی توجہ کامرکز ہے۔ یہاں آنے والے مسلمانوں کی فن تعمیر کے جوہر دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں۔سلطان سلیمان عالیشان کے نام سےمنسوب اس مسجد کے ساتھ ہی سلطان سلیمان اور دیگر حکمرانوں کے مقبرے بھی ہیں۔استنبول کو مسجدوں کا شہر بھی پکارا جاتا ہے اور یہاں تقریباً تمام مساجد کا طرزِ تعمیرایک ہی جیسا ہے جن کی خوبصورتی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ۔اکثر مساجد میں درمیانی گنبد ہوتا ہے اور اُس کے اطراف میں کھڑے مینار دور سے نمایاں نظر آتے ہیں۔ سلطنت عثمانیہ کا تخت ہونے کی وجہ سے اس شہر میں عثمانی دور کے بادشاہوں اور دیگر حکومتی عہدیداروں نے جگہ جگہ مساجد قائم کیں۔

حاجیہ صوفیہ استنبول

آبنائے باسفورس کی سیر

سارے دن کی تھکان کو ایک ریسٹورنٹ میں تھوڑی دیر ستانے اور ٹرکش کھانے اور بعد میں گرم گرم ٹرکش قہوے کے ایک کپ سے دورکرنے کی کوشش کی۔ٹرکش کھانوں میں کباب جن میں آڈانا کباب، اسکندر کباب بہت مشہور ہیں۔شام کو ہم نے باسفورس کروز Bosphorus Cruise کے ذریعے استنبول کے نائٹ ویو جانے کا ارادہ کیا۔ویسے تو باسفورس کے کنارے لاؤڈ اسپیکرز پر کچھ افراد آوازیں لگا رہے ہوتے ہیں کہ، ’باسفورس کی سیر،دریائے باسفورس کی سیر،ویری نائس ٹور،ویری گڈ ٹور‘، لیکن ہم نے صبح ہی ٹکٹ کا انتظام کر لیا تھا۔وقت مقررہ پر ہم توپ کاپی پیلس کے نیچے گودی پر پہنچے جہاں دو منزلہ خوبصورت کروز(ایک چھوٹے جہاز کو کہتے ہیں یا ایک حسین ، خوبصورت اور آرام دہ کشتی کو بھی کہا جا سکتا ہے)ہمارا انتظار کر رہی تھی۔کچھ ہی دیر میں ہم بحیرۂ مرمرہ کے کنارے کو چھوڑ چکے تھے۔کروز ہمیں لے کریوروپین سائڈ میں واقع شاخ زریں Golden Horn سے ہوتی ہوئی شالی یورپ کے ساحل کے ساتھ ساتھ آبنائے باسفورس اور آخر کار مشرق میں ایشین ساحل سے ہوتے ہوئے واپس پہنچے۔گولڈن ہارن اس علاقے کا نام ہے جہاں آبنائے باسفورس کا پانی ایک سینگ کی صورت میں استنبول کی آبادی میں داخل ہوتا ہے۔ جغرافیائی طور پر گولڈن ہارن استنبول کے تاریخی مرکز کو باقی شہر سے جدا کرتا ہے اس کا ترکش نام Halic ہے جو عربی زبان کے لفظ خلیج سے ماخوذ ہے آسان لفظوں میں اسے Estuary یعنی دریائی دہانہ کہہ سکتے ہیں اس کے انگریزی نام Golden Horn کا مطلب سینگ سے مشابہت رکھنے والی سنہری خلیج ہے جو تنگ گزر گاہ کی صورت ہےاستنبول کے مرکز کو باقی شہر سے جدا کرتی ہے Horn تو اس کے سینگ جیسا ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے اور لفظ Golden کے پس منظر کے باب میں تاریخ دان الگ الگ رائے رکھتے ہیں کچھ کا خیال ہے کہ چونکہ ماضی میں یہ ایک اہم بندرگاہ تھی جو اس شہر میں مال و دولت کی فراوانی کا ذریعہ بنی اس نسبت سے اسے گولڈن کہا جانے لگا جبکہ بعض کی رائے ہے کہ جب طلوع و غروب ہوتے سورج کی کرنیں باسفورس کے پانیوں کو منور کرتی ہیں تو یہ سونے کی مانند چمک اٹھتے ہیں۔ رات کے وقت ساحل سمندر کے ساتھ پہاڑوں پر روشن عمارات اور ان کا پانی میں عکس ایک انتہائی دلربا منظر پیش کرتا ہے۔

اسلامک ریسرچ سنٹر ترکی نے تاریخ کو رقم کرنے اور عظیم ثقافتی ورثے کے متعلق بکھرے ہوئے اوراق کو جمع کر کے ان کی تدوین کا خاصا اہتمام کر رکھا ہے۔استنبول کا تاریخی مرکز اس کے ضلع گولڈن ہارن کے علاقے میں واقع ہے صدیوں پرانی تاریخ کے آثار عالی شان عمارت عجائب گھر یونیورسٹیوں کے کیمپس ثقافتی مراکز اسی گولڈن ہارن پر واقع ہیں۔شاخ زریں میں داخل ہوتے ہی حیرت انگیز طور پر خوبصورت سلیمانی مسجد نظر آتی ہے جو کہ سلطنت عثمانیہ کے ایک باصلاحیت آرکیٹیکٹ سنان کے فن کا شاہکار ہے۔

شکیل احمد غوری

میری والدہ محترمہ مبارکہ طیبہ

میری والدہ محترمہ مبارکہ طیبہ بنت محترم مولانا محمد ابراہیم فاضل قادیانی درویش مرحوم سابق ہیڈماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان و نائب ناظر تالیف و تصنیف مؤرخہ 14 جنوری 2018ء کوبقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔آپ اس خوش قسمت باپ کی بیٹی تھیں جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کے چار صاحبزادگان کو پڑھانے کا شرف حاصل ہوا تھا اور ان چار صاحبزادگان میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی شامل تھے۔آپ کے والد کو حضور کی ایسی سچی تدریس کا شرف حاصل ہوا جس کو حضور نے یاد رکھا اور 1991ء میں حضور نے اپنی قادیان آمد پر فیملی ملاقات میں میری والدہ صاحبہ کے سر پر انتہائی شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ ”ماشاء اللہ یہ تو میرے استاد کی بیٹی ہیں۔“ آپ اس خوش قسمت باپ کی بیٹی تھیں جن کو مدرسہ احمدیہ میں اپنے طالب علمی کے زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے کلاس فیلو ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

میری والدہ محترمہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ آپ شروع سے ہی والدین کی فرمانبردار بیٹی تھیں۔جب بھی آپ کے والد صاحب آپ کو آواز دے کر بلاتے آپ ”جی ابّا“ کہہ کر فوراً حاضر ہو جایا کرتی تھیں۔نماز کی پابند اور ہمیشہ باوضو رہنے والی وجود تھیں۔ چندوں کی ادائیگی میں کبھی سستی نہیں دکھائی اورہمیشہ اپنی استطاعت کے مطابق وقت پر چندہ ادا کرنے کی کوشش کیا کرتی تھیں۔نماز جمعہ اپنے آخری وقت تک بیت الذکر جا کرادا کیا۔ ہمیشہ جمعہ کے روز پہلی اذان کے ساتھ ہی مسجد کے لئے نکل جاتی تھیں۔ اکثر اس بات کا اظہار کیا کرتی تھیں کہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد مبارک میں خواتین کے لئے انتظام کیا جاتا ہے۔بیشک عورتوں کا مسجد جانا فرض نہیں لیکن جب جماعتی طور پر انتظام کیا جاتا ہے تو پھر ثواب سے کیوں محروم رہا جائے۔

جماعتی پروگرامز میں ذوق و شوق کے ساتھ شامل ہوا کرتی تھیں۔ اجتماعات و اجلاسات میں جہاں تک ممکن ہوتاجانے کی کوشش کیا کرتی تھیں۔ جس دن نماز جمعہ میں نہ جاپاتی تھیں اس دن ہم سے پوچھا کرتی تھیں کہ آج جمعہ کی نماز کس نے پڑھائی۔لجنہ کی طرف سے کسی اجلاس ہونے کا اعلان ہوا یا نہیں۔

آپ کو خلافت کے ساتھ بے انتہاء محبت تھی۔ آئے دن یاد دلا دیا کرتی تھیں کہ میری طرف سے پیارے حضور کو دعا کا خط لکھ دو۔ایم ٹی اے شوق کے ساتھ دیکھا کرتی تھیں۔حضور انور کا خطبہ باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔گھر میں جو ٹی وی تھا اس کی سکرین کچھ خاص بڑی نہیں تھی۔والدہ صاحبہ نے اس نیت سے پیسے جوڑنے شروع کئے کہ کسی وقت بڑی سکرین والاٹی وی خریدیں گی۔بڑی سکرین ہوگی جس کی وجہ سے حضورانور کا چہرہ واضح نظر آئے گا۔اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں خلافت کے لئے بہت محبت تھی۔

آپ کے دل میں دوسروں کی تکالیف کا بہت درد تھا۔جب بھی کسی کو کوئی تکلیف پہنچتی تو اس کا درد کے ساتھ ذکر کیا کرتی تھیں۔ قادیان میں جب بھی کسی کی وفات ہوتی آپ ان کے گھر افسوس کے لئے ضرور جایا کرتی تھیں۔

گھر کا کام کاج پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کیاکرتی تھیں۔صفائی کاخاص خیال رکھتی تھیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے آپ کو صفائی نصف ایمان ہے کا چلتا پھرتا نمونہ پایا اور اس بات کا اظہار ہمارے قریبی رشتہ داروں نے بھی کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک پوتی سے نوازا تو خدا کے فضل سے بچی کی پرورش میں اپنا پورا کردار ادا کیا۔

آپ کوکسی بھی قسم کی کوئی لالچ نہیں تھی۔ جماعت کی طرف سے گزارے کے لئے جو وظیفہ ملتا تھا اسی سے گھر کے اخراجات چلاتی تھیں اور انہی پیسوں سے چندے اور صدقات دینے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا۔ ضرورت پڑنے پر جب بھی کسی سے یا مجھ سے کوئی رقم لی تو فوراً لی ہوئی رقم مکمل واپس کردیا کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ ہر بات اور ہر واقعہ خصوصاً ہر قریبی کی وفات کا دن معین تاریخ کے ساتھ یاد رہتا تھا۔آپ نے زندگی میں بہت مشکلات دیکھیں لیکن صبر اور ہمت کے ساتھ سب کچھ برداشت کیا۔ بہت بہادر اور باہمت اور دعا گو وجود تھیں۔ خاکسار کو بھی یہی تلقین کیا کرتی تھیں کہ وقت ضائع نہ کیا کرو بلکہ دعا کیا کرو۔مرحومہ نے اپنے پیچھے دوبیٹے ایک بہو اور ایک چھوٹی پوتی چھوڑے ہیں۔اللہ تعالیٰ سبھی کو مقبول خدمت دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹتے ہوئے درجات بلند فرمائے اور اپنا دیدار نصیب فرماتے ہوئے اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے ۔ آمین ۔

پروفیسر راجا نصراللہ خان

چند فکر انگیز اقتباسات اور نذرانہ عقیدت

نشاۃ ثانیہ کی صدی

کہنہ مشق صحافی غلام اکبر اپنے کالم ''شناخت'' میں تحریر کرتے ہیں۔

بہرحال کہنا میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے اپنے یعنی پیروکارانِ اسلام کے زوال کی حقیقت سے آنکھیں چرانا ممکن نہیں۔ یہ حقیقت کتنی ہی تلخ اور زہریلی کیوں نہ ہو ۔ ہم اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ انیسویں صدی دنیا بھر میں ہماری مکمل رسوائی اور تذلیل کی صدی تھی۔ اس صدی میں ترکی بھی مکمل طور پر مردِ بیمار بن چکا تھا۔یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی کے آغاز میں جب جرمنی کے ایک مشہور سکالر جوزف کیل نے اپنی تصنیف Arab Civilization میں یہ پیشگوئی کی کہ قوتِ ہلال کا گڑھا مردہ اپنی قبر سے اٹھنے والا ہے تو اس دور کے دیگر محققین اور تجزیہ کاروں نے اس کا مذاق اڑایا۔

میں پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک اِسی صدی میں شروع ہوگی۔ جوزف کیل نے لکھا تھا۔ اور اسی صدی میں زور پکڑے گی۔ میری پیش گوئی ہے کہ اس تحریک کا آغاز افریقہ میں آباد عرب دنیا سے ہوگا۔ ماضی میں عربوں نے جو عروج پایا اسے Arab Civilization میں عرب تہذیب و تمدن کا عروج سمجھتا ہوں لیکن اب جو عروج دنیائے ہلال میں آئے گا وہ حقیقی معنوں میں اسلامی تہذیب و تمدن کا عروج ہوگا۔

(مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 4فروری 2012ء)

کعبہ بدل لیا

نوائے وقت کے کالم نویس فضل حسین راہی اپنے مضمون کالم شفق کے مضمون ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' میں لکھتے ہیں۔

ہم خدا سے شکوہ کناں تو رہتے ہیں لیکن نہ اپنی اداؤں اور اطوار پر غور کرتے ہیں ، نہ اپنے اعمال افعال اورکردار کا جائزہ لیتے ہیں۔یہ کبھی نہیں سوچتے کہ ہم غیروں کے رحم وکرم پر کیوں ہیں ؟ ان کے غیظ و غضب کا نشانہ کیوں بن رہے ہیں ، اس قدر لاچار ، بیکار ، بے بس، بے کس، مجبور و مقہور و بدنام بے نام کیوں ہیں ، وجہ بڑی سادہ سی ہے ، ہمارے آباء جب سر پر کفن باندھ کر دنیا میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کرنے نکلے تو پہاڑ ان کے راستے کی دیوار بنتے ، نہ سمندر و دریا رکاوٹ ، وہ طوفان کی مانند بڑھتے چلے جاتے...

آج ہماری دنیا میں ذلت ورسوائی ، پستی و بے توقیری کی ایک ہی وجہ ہے کہ ہم نے اسوۂ رسول ﷺ سے منہ موڑ کر ان سے رشتہ جوڑ لیا ہے جن کے بارے میں قرآن اور صاحب قرآن کا ارشاد ہے ''یہ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے '' جب ہم نے اپنا کعبہ ہی بدل لیا تو صاحب کعبہ سے شکوہ و شکایت کیوں ؟ ہم شمشیر وسناں سے تائب ، طاؤس و رباب کے قائل ہو کر رہ گئے تن آسانی کے لئے اپنا ضمیر بیچا، پھر اپنے حال پر نظر دوڑاتے ہیں تو دل کے کسی نہاں خانے میں پڑی چنگاری، تابناک ماضی کی یاد دلاتی ہے تو دل سے نکلے ہوئے الفاظ آنسوؤں کی صورت میں بہنے لگتے ہیں ۔

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 5فروری 2012ء)

پتھروں کی بارش ہوتی

مضمون نگار امتیاز احمد تارڑ اپنے مضمون ''12ربیع الاول اور غزوہ ہند'' میں تحریر کرتے ہیں ۔

12 ربیع الاوّل کی پُر نور رات کو اپنی رحمتوں کی لامتناہی وسعتوں کے ساتھ اپنے پیارے محبوب کو دنیا میں بھیجا پھر انسانی تہذیب کے قرینے تبدیل ہو گئے گھپ اندھیروں کے بطن سے روشنی نے اڑان بھری اور آناً فاناً پورے عالم میں نور جگمگانے لگا شکستہ حال اور لاچار لوگوں کو سہارا ملا ،یتیموں کا اکیلا پن ختم ہوا ،وہ پیارا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کی برکتیں لامتناہی ،جس کے ذکر کی رفعتیں بے کنار ہیں لاکھوں درود و سلام اس صاحب لولاک پر جس کا اُمتی ہونا ہمارے لئے خوش قسمتی کی نشانی ہے۔ یہی میرا توشہ آخرت ہے یہی میرے پاس جنت کی کلید ہے۔

12ربیع الاوّل کا دن اپنے اندر محبت، شفقت، رحم دلی اور اخوّت کا ایسا جذبہ لے کر آتا ہے کہ بُغض عداوت شکوک و شبہات اور واہموں کے سارے بادل آنکھ جھپکتے ہی چھٹ جاتے ہیں رسول اللہؐ کے اسوۂ حسنہ اور آپؐ کی تعلیمات پر عمل کرنے سے جھونپڑیوں میں رہنے والوں نے نصف دنیا پر حکومت کی ...

چودہ سو سال قبل رسول اللہؐ کی آمد پر جو فتنے دفن ہو گئے تھے آج انہوں نے پھر سے سر اٹھا لیا ہے یہود ونصاریٰ و ہنود چیلوں کی طرح مسلم امہ کے جسموں کو نوچ رہے ہیں لیکن ان بھیڑیوں سے بچانے والا کوئی نہیں...

حضورؐ! اگر اللہ تعالیٰ کو آپ کی ذات اقدس کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم پہ پتھروں کی بارش ہوتی۔ ہم پہ آسمان سے آگ کا مینہ برستا بپھری ہوئی آندھیاں ہمیں پٹخ پٹخ کر مارتیں۔ ہولناک زلزلے ہمارے پاپی وجودوں کو تہہ زمین میں لے جاتے۔ سیلاب ہمیں کوڑے کرکٹ کی طرح بہا لے جاتے اور ہماری پھولی ہوئی بدبودار لاشیں عبرت کی داستان بن جاتیں۔ ہماری شکلیں مسخ کر دی جاتیں ہم پر قوم عاد و ثمود کی تاریخ دہرائی جاتی ۔

(نوائے وقت مورخہ 5فروری 2012ء)

اسلامی ریاست کا منشور

پروفیسر محمد یعقوب اپنے کالم '' بہار ہو کہ خزاں...'' میں تحریر کرتے ہیں ۔

10ھ میں رسول خدا نے آخری حج ادا کیا۔ اِس موقع پر آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اِس میں اسلام کی دعوت کا خلاصہ بیان فرما دیا۔یہ خطبہ اسلامی ریاست کا منشور ہے جو اپنی دُنیا تک اُمت مُسلمہ کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ آپ نے عہدِ جاہلیت کے سودی لین دین کو کالعدم قرار دیا اور اِس کا آغاز گھر سے کیا۔ اِس خطاب کا ایک جملہ یہ تھا کہ میں تم میں ایک چیز چھوڑے جارہا ہوں۔ اگر تم نے اُسے مضبوطی سے پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہو گے، وہ کتاب اللہ ہے۔ محسنِ انسانیت، سرور عالم ﷺ کی دعوتی زندگی کو اس مختصر مضمون میں تفصیلی قلمبند کرنا ناممکن ہے۔ مختصر الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اِس دعوت کی حقیقی قوت تلوار نہ تھی بلکہ وہ اخلاقی قوت تھی جس سے دِل مسخر ہوتے ہیں...پھر جب اُمت مسلمہ نبیِّ برحق کی تعلیمات سے کٹ کر فرقوں میں بٹ گئی اور عُلوم و فنون پر تحقیق سے اپنا رشتہ کاٹ دیا۔ قرآن و سنت پرغوروفکر کرنا اور اُن پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو اسلام کے دشمنوں کو کبھی رنگ و نسل اور لسانی تعصبات کے نام پر اور کبھی علاقائیت کے عنوان سے ملی وحدت کے حصار پر شب خون مارنے کا موقع مل گیا اور یوں وہ اختلافات کی شکار ہو کر رفتہ رفتہ اغیار کی غلام بن گئی۔ آج 12 ربیع الاول میں آنے والی ہستی کی یاد میں مسلمان جلوس نکالتے ہیں۔ بڑے بڑے اجتماعات اور سیرت النبیؐ کی محافل میں فانوس روشن کرتے اور گھروں کو قمقموں سے سجاتے ہیں ۔ اسوۂ حسنہ کو حرز جاں نہیں بناتے۔ ہمارا حکمران طبقہ ملّی مفادات کے بجائے امریکی مفادات کا محافظ بن چکا ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے دل سے ایک ہوک سی اُٹھتی ہے کہ ...

وہ جو سربلند تھے ہر جگہ ہوئے سرنگوں وہ جگہ جگہ
جہاں روشنی تھی چمن چمن وہاں چار دانگ ہیں ظلمتیں

(نوائے وقت مورخہ 5فروری 2012ء ادارتی صفحہ)

حضرت محمد مصطفیٰؐ کی خدمتِ اقدس میں غیر مسلم شعراء کا نذرانہ عقیدت

ہری چنداختر

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عربؐ نے آدمی کا بول بالا کر دیا

دلورام کوثری

مجھے نعت نے شادمانی میں رکھا
کہ مصروف شیریں زبانی میں رکھا
میں لکھتا رہا نعت اور حق نے شب بھر
قمر کو مری پاسبانی میں رکھا

درگاسہائے سرور جہاں آبادی

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتہ
کہ بنا نور ازل سے ہے سراپا تیرا
اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیاء
کون ہے ماہ عرب، کون ہے محبوب خدا

برجوھن و تاتریہ کیفی

ہو شوق نہ کیوں نعت رسول دو سرا کا
مضموں ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا
پہنچایا ہے کس اوج سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غار حرا کا

جگن ناتھ آزاد

سلام اس پر جلائی شمع عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بے تاب سجدوں کو جبینوں میں
سلام اس ذات اقدس پر حیات جاودانی کا
سلام آزاد کا، آزاد کی رنگیں بیانی کا

بال مکند عرش ملسیانی

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

طوفان زندگی کا سہارا تمہی تو ہو
دریائے معرفت کا کنارا تمہی تو ہو
ہاں ہاں تمہی تو ہو دل کے دلنواز
دلدار و دل نشین و دُلارا تمہی تو ہو

شیش چند طالب دہلوی

حلقہ ہے مہ نو کا گریبان محمدؐ
ہے مطلع انوار کہ دامان محمدؐ
یہ ذات مقدس تو ہر انساں کی ہے محبوب
مسلم ہی نہیں بستہ دامان محمدؐ

بخشی شوری لال اختر

دیکھی ہے کہیں صورت زیبائے محمدؐ
پھرتا ہے نظر میں قد رعنائے محمدؐ
کیوں نام محمدؐ نہ ہو ہر وقت زباں پر
ہے سر میں سمایا ہوا سودائے محمدؐ

گرسرن لال ادیب لکھنوی

وہ صداقت کا علم بردار وحدت کا خطیب
ظہار و باطن کے سب انوار تھے جس کے قریب!
انبیا پر برتری کا تھا شرف جس کو نصیب
وہ خدا پاک و برتر نے کہا جس کو حبیب

مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد

محمدؐ پہ دل اپنا شیدا ہوا ہے
ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے
موحد ہوں عارف ہوں صوفی ہوں پکا
مرے حال پر فضل مولا ہوا ہے

رام پرتاب اکمل

کیا شان ہے جناب رسالت مآبؐ کی
نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی
مذہب کی زندگی کے عمل سے ملا دیا
ممنون التفات ہے، امت جناب کی

چاند بہاری لال صبا ماتھر جے پوری

خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا
جسے آنا نہیں ہوتا تمہارا یا رسول اللہؐ
زمین پر آن لگے خورشید محشر میں تو ان کو کیا
ہے جن پر سایہ دامن تمہارا یا رسول اللہؐ

رانا بھگوان داس بھگوان

توئی جان دو عالم، نور یزداں یا رسول اللہؐ
توئی سر وجود بزم امکاں یا رسول اللہؐ
توئی خاتم، توئی سید، توئی سرور توئی آقا
توئی سلطان عالم شاہ شاہاں یا رسول اللہؐ

(نوائے وقت 3فروری 2012ء ملی ایڈیشن)

میثاق مدینہ پہلا تحریری آئین

معروف مضمون نگار محمد یٰسین وٹو اپنے مضمون ’’صرف منانا نہیں بلکہ اپنانا بھی ہے‘‘ کے کالم 2 اور نمبر 3میں لکھتے ہیں :۔

میثاق مدینہ کی صورت میں دنیا کا پہلا تحریری آئین بنا کر نبی نے مسلم اور غیرمسلم دونوں کو امان دی اور آج یہ عالم ہے کہ ہم اتنے تنگ نظر اور کم ظرف ہو گئے ہیں کہ ہمارے ہاتھ اور زبان سے اپنے مسلمان بھائی کی عزت و جان محفوظ نہیں۔ نبی اکرمؐ کا اسوہ دیکھئے کہ نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا نبی نے انہیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ ان کی عبادت کا وقت ہوا تو مسجد نبوی میں عباد ت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ کی رواداری اور برداشت کا نمونہ دیکھئے کہ غنیم میں ایک غیرمسلم لڑکی لائی گئی کہ جس کے سر پر چادر نہ تھی۔ نبی نے اپنی چادر اوڑھا دی صحابہؓ حیران ہوئے تو نبی نے فرمایا وہ غیرمسلم سہی مگر بیٹی ہے۔ اور ہمارا عمل دیکھئے کہ چادر چار دیواری کا تقدس موجود نہیں۔

نبی اکرم کی عالی ظرفی دیکھئے کہ فتح مکہ کے بعد جب بدلہ لے سکتے تھے اپنے چچا حمزہ کے قاتل کو نہ صرف معاف کیا بلکہ طائف کا نگران بنا کر بھیجا۔ وجہ یہ نہیں کہ اسے دیکھ کر شہید چچا یاد آئیں گے بلکہ وجہ یہ کہ اسے سامنا کرتے ہوئے شرمندگی نہ ہو۔ ذرا بتائیے کہ اس قدر عظیم المرتبت، روادار ،کشادہ دل، اعلیٰ ظرف، بہادر، غیرت مند اور امن پسند رہبر سے ہمیں نظریں ملانے کی سکت ہے!ان کا اُمتی ہونے کا حق جتانے سے پہلے ہمیں اُمتی ہونے کا فرض سمجھنا ہو گا۔ چھوٹے پن، تنگ نظری، سخت دلی، بغض ،کینہ کم علمی، کوتاہ اندیشی اور بددیانتی کو خیرباد کہنا ہو گا تب نہ صرف ہم یوم عید میلاد منائیں گے بلکہ اپنائیں گے بھی۔

بزرگ شاعر پروفیسر عنایت علی خان کی نعت کے شعر میں ہمیں اور آپ کو سوچنے اور عمل کرنے پر مجبور کرتے ہیں...

کسی غمگسار کی محنتوں کا یہ خوب میں نے صلہ دیا
جسے میرے غم نے گھلا دیا اسے میں نے دل سے بُھلا دیا
میں تیرے مزار کی جالیوں کی ہی مدحتوں میں مگن رہا
تیرے دشمنوں نے ترے چمن میں خزاں کا جال بچھا دیا
تیرے ثور و بدر کے باب سے میں ورق الٹ کر گزر گیا
مجھے صرف تیری روایتوں کی حکایتوں نے مزا دیا
تیرے حسن خلق کی اک رمق میری زندگی میں نہ مل سکی
میں اسی میں خوش ہوں کہ شہر کے در و بام کو تو سجا دیا
تیرا نقشِ پا تھا تو رہ نما تو غبار راہ تھی کہکشاں
اسے کھو دیا تو زمانے بھر نے ہمیں نظر سے گرا دیا

(مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 7فروری 2012ء)

انار کا جوس

انار ہماری زندگی میں بہت فائدہ مند پھل ہے۔100 گرام انار میں صرف 83کیلوریز ہوتی ہیں،جس کی وجہ سے آپ کو دن بھر الرٹ اور ایکٹیو رہنے کے لئے توانائی ملتی ہے۔اگر آپ ڈائٹ پر ہیں تو انار کا جوس ضرور پیئیں ،کیونکہ اس میں زیادہ تعداد میں فائبر موجود ہوتے ہیں ،جس سے آپ کو بھوک کم لگے گی اور آپ کاہاضمہ بھی تیز ہو گا ۔اس سے بھی زیادہ بہتر بات یہ کہ اناروں میں سیچوریٹڈ چکنائی مو جود نہیں ہوتی ،جس کی وجہ سے یہ ڈائٹنگ کرنے والوں کے لئے ایک بہترین غذا کا کام دیتے ہیں۔امراضِ چشم کے لئے میٹھےانار کا رَس نکال کر سبز رنگ کی بوتل میں 40 دن دھوپ میں رکھنے کے بعد اس پانی کو سلائی یا ڈراپر کے ذریعےآنکھ میں لگانا مفید ہے ۔یہ پانی جتنا پُرانا ہو گا اتنا ہی اس کے فوائد میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا ۔اس کے علاوہ پرانی سے پرانی پیچش اور مروڑ کے لئے انار کے چھلکے کا رس بہترین دوا ہے۔

روزانہ انار کا جوس پینے سے پیٹ کے گرد جمع ہونے والی چربی کا خاتمہ ہوتا ہے۔انار کے جوس میں پائے جانے والے قدرتی اجزاءموٹاپے کا باعث بننے والے خلیات کا خاتمہ کر کے چربی گھلانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔انار کا استعمال گردے کے امراض میں مبتلا افراد کے لئے بھی انتہائی مفید ہے ۔

اگر آپ روزانہ 8 اونس انار کا جوس پیئیں تو آپ کی جلد دانوں سے پاک ،جوان اور چمک دار نظر آئے گی۔پیونک ایسڈ کی وجہ سے انار کا جوس آپ کی جلد کو سردیوں میں خشکی اور کھرِدرے پن سے محفوظ رکھتا ہے۔یہ ایسڈ بالوں کی جڑوں کو مضبوط بناتا ہے،جس کی وجہ سے بالوں کے گرنے میں کمی واقع ہوتی ہے۔اسی وجہ سے اب زیادہ سے زیادہ لوگ انار سے حاصل کردہ تیل کو جلد اور بالوں پر استعمال کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ ایک گلاس جوس میں دو چپاتیوں کے برابر غذائیت موجود ہوتی ہے ۔اس میں نشاستہ دار اجزاء کم ہوتے ہیں تاہم اس میں وٹامن اے اور بی کی کافی مقدار موجود ہوتی ہے۔